بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

شاہد حسین ۔ نمبر7

احمدی بھائیوں کے نام !_______________________ السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ

<u>جماعت احمدیہ میں مجدد۔مرسل پندرہ صدی ہجری ایوب احمدیت حضرت مرزا رفیع احمد نیز راقم محمود ثانی کے دعویٰ کے متعلق اعتراضات کے جوابات از روئے تعلیم قرآن وحدیث وفرمودات حضور مسیح موعود</u>

DT: <u>5-3-2009</u>

امابعدہ گزارش ہے کہ گزشتہ تین سال کے دوران جبکہ اس ناچیز راقم چوہدری غلام احمد محمود ثانی نے احباب جماعت میں اللہ تعالیٰ کے اذن اور ایما سے اس امر کی اشاعت کی ہے کہ ہمارے زندہ دین میں گزشتہ صدیوں کی طرح موجودہ صدی 15 ہجری کیلئے بھی اللہ تعالیٰ نے ایک مجدد، مرسل، مبعوث کیا تھا یعنی ایوب احمدیت حضرت مرزا رفیع احمد صاحب اور بدقسمتی سے اس کو احباب جماعت نے ان کی زندگی میں شناخت کر لینے کی سعادت نہیں پائی۔ میرے ان خطوط کے سلسلہ میں احباب جماعت نے 20 سے زائد سوالات/اعتراضات مختلف زاویوں سے اور مختلف سوچ سے کئے ہیں۔ چنانچہ یہ عریضہ ان کے جوابات پر مشتمل ہے اور عمومی طور پر بھی استفادہ کیلئے ارسال خدمت ہے۔ والسلام

چوہدری غلام احمد معتمد ایوب احمدیت، محمود ثانی

سوال نمبر۱) جس طرح نبی خدا سے وحی پا کر اپنی نبوت کا علان کرتا ہے اور اسکی بیعت کرنا ضروری ہوتی ہے۔ کیا مجدد بھی اسی طرح خدا سے وحی پا کر اپنی مجددیت کا اعلان کرتا ہے اور کیا اس کی بیعت کرنا بھی ضروری ہوتی ہے؟

الجواب) مجدد اللہ تعالیٰ سے وحی پا کر اپنے مجدد ہونے کا اعلان کرتا ہے۔ جیسے کہ مستقل شرعی نبی۔ اسلامی اصطلاح میں مجدد کیلئے دوسرے نام مرسل، محدث، روحانی خلیفہ، امام الزمان اور امتی نبی بھی ہیں۔ حضرت مسیح موعود نے فرمایا "مرسل ہونے میں نبی اور محدث ایک ہی منصب رکھتے ہیں" (شہادت القرآن ص 28)۔ نیز آپ نے فرمایا "مجددوں اور روحانی خلیفوں کی اس امت میں ایسے ہی ضرورت ہے جیسا کہ قدیم سے انبیاء کی ضرورت پیش آتی رہی ہے" (شہادت القرآن ص:44)۔ نیز حضور مسیح موعود نے فرمایا "ہمارے نبی ﷺ نے امام الزمان کی ضرورت ہر صدی کیلئے قائم کی ہے"۔ (روحانی خزاین جلد 13 ص 474)۔ نیز فرمایا "یاد رہے کہ امام الزمان کے لفظ میں نبی، رسول، محدث، مجدد سب داخل ہیں" (روحانی خزائن جلد 3 ص:495) مجدد پر ایمان لانا اور اسکی اطاعت فرض ہے جیسا کہ قرآن پاک کی تعلیم ہے وما ارسلنامن رسول الا لیطاع باذن اللہ (النساء64) قرآنی تعلیم کے مطابق حضور مسیح موعود نے فرمایا "یہ کہنا کہ مجددوں پر ایمان لانا کچھ فرض نہیں خدا تعالیٰ کے حکم سے انحراف ہے۔ من کفر بعد ذلك فاؤلئك هم الفاسقون۔ یعنی بعد اسکے جو خلیفے بھیجے جائیں جو شخص ان کا منکر رہے وہ فاسقوں میں سے ہے"۔ (شہادت القرآن ص48) نیز حضور مسیح موعود نے اس حدیث کی بھی تصدیق کی ہے۔ "من لم یعرف امام زمانه فقد مات میتة الجاهلية جس شخص نے اپنے زمانہ کے امام کو شناخت نہ کیا، وہ جاہلیت کی موت مر گیا"۔ (روحانی خزائن۔ جلد 6 ص:334)۔

لہذا مجدد کی اطاعت سب امت کیلئے لازم ہے۔ جہاں تک بیعت کا تعلق ہے جب اللہ تعالیٰ اسے بیعت لینے کی اجازت دے تو پھر وہ اپنے مریدوں کو اس کی دعوت دیتا ہے۔ حضور مسیح موعود نے ایسے ہی کیا۔

سوال نمبر۲) نبی اور مجدد میں کیا فرق ہے؟ جیسے کہ حضرت مسیح موعود امتی نبی تھے۔

الجواب) مستقل نبی جیسے کہ نبی پاک ﷺ ہیں شریعت کا حامل ہوتا ہے۔ مجدد، امام الزمان، روحانی خلیفہ، محدث، مرسل، امتی نبی منجانب اللہ مستقل نبی کا جانشین

کھڑا کیا جاتا ہے۔

سوال نمبر۳) کیا مجدد کے آنے کے بعد خلافت بھی جاری رہے گی یا ختم ہو جائے گی اور اگر جاری رہے گی تو وہ خلافت کس کی ہوگی۔ حضرت مسیح موعود کی یا مجدد کی؟

الجواب) آپکا یہ سوال ایک مفروضہ پر ہے۔ میرے نزدیک پندرہویں صدی کیلئے منجانب اللہ روحانی خلیفہ، مجدد مکرم حضرت صاحبزادہ مرزا رفیع احمد (آپ پر سلامتی ہو) ہیں۔ دوسری طرف محض ظاہری خلافت کی ابتداء مکرم حضرت صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب کے خلیفہ منتخب ہو جانے کے بعد ہوئی۔ راقم نے اس حقیقت کا ذکر حضرت ایوب احمدیت کی سیرت قسط اول میں شواہد کیساتھ کر دیا ہوا ہے کہ روحانی خلافت حضرت مرزا رفیع احمد صاحب کو ملی اور ظاہری خلافت جو کہ اپنے اندر بادشاہت اور حکومت کا یا انتظام کا رنگ رکھتی ہے وہ حضرت مرزا ناصر احمد صاحب کو ملی۔ یہ اللہ تعالیٰ کی قضاء وقدر تھی تا کہ وہ لوگوں کو آزمائے کہ کون اسکے پسندیدہ اعمال کرتے ہیں۔ اسلام میں مجدد کے آنے کے بعد خلافت ظاہری جو کہ بادشاہت یا ملوکیت کا رنگ اختیار کر لے کا جاری رہنا پہلی صدیوں میں بھی رہا ہے اور اس سے قبل بنی اسرائیل میں بھی ایسا ہی ہو چکا ہے۔ تاریخ اسلام میں سوائے پہلی صدی کے یعنی حضرت عمر بن عبدالعزیز کے جن کے پاس روحانی خلافت اور ظاہری خلافت بیک وقت تھی، باقی صدیوں میں یہ اعزازات الگ الگ ہستیوں کو ملتے رہے اور اسلام سے قبل حضرت داؤدؑ اور حضرت سلیمانؑ دونوں کو ہر دو اعزازات ملے۔ مگر عمومی طور پر بنی اسرائیل میں بھی سلسلۂ انبیاء اور سلسلۂ بادشاہت یا ظاہری خلافت الگ الگ افراد کو ملتی رہی ہے۔ اس وقت جماعت میں جو خلافت ہے یہ محض انتظامی / قومی خلافت ہے۔ کیونکہ ان اصحاب نے پندرہویں صدی کیلئے منجانب اللہ مجدد کو تا حال تسلیم نہیں کیا۔ اسلئے موجودہ خلافت کو حضور مسیح موعود کی خلافت نہیں کہہ سکتے۔ جیسے کہ ان اصحاب نے تعلیم مسیح موعود کیخلاف عمل جاری کر رکھا ہے۔ انشاءاللہ امید ہے کہ یہ انحراف اللہ تعالیٰ اپنی قدرت کاملہ اور فضل وکرم سے جیسا کہ حضور مسیح موعود کی پیش گوئیوں میں نیز سیدنا محمود کی رویاء میں، نیز سیدنا ایوب احمدیت کی رویاء جو کہ سیرت ایوب احمدیت حصہ دوئم میں صفحہ 7 پر درج ہے۔ کی بشارات سے ختم فرمادے گا۔ اور جب جماعت کی اکثریت تسلیم کر لے گی کہ پندرہویں صدی کے مجدد حضرت صاحبزادہ مرزا رفیع احمد (آپ پر سلامتی ہو) ہی ہیں۔ تب جو بھی جماعت کا سربراہ ہوگا جسے اللہ تعالیٰ یہ اعزاز بخشے گا۔ اس کی خلافت ظاہری حقہ ہوگی اور وہ خلیفہ ایوب احمدیت مجدد صدی پندرہ کہلانے کا منصب پائیگا۔ انشاءاللہ تعالیٰ۔

حضور مسیح موعود جو کہ مجدد الف آخر بھی ہیں انکا یہ مقام تا قیامت ہے جیسے نبی پاک ﷺ کی مستقل نبوت تا قیامت ہے اور آنحضور ﷺ کے بعد مجدد اور امتی نبی آنے سے آپ کی برکات اور فیوض کے اظہار میں اضافہ ہی ہوا ہے۔ اسی طرح حضور مسیح موعود مجدد الف آخر کی برکات اور فیوض بھی جو کہ تا قیامت ہیں انکے اظہار میں اضافہ ہی ہوگا۔ آئندہ ہر صدی کے سر پر اللہ تعالیٰ آپ کی نیابت میں نیز نبی پاک ﷺ کے پاک وجود کی اتباع کرنے سے مجدد اسلام بھیجتا رہے گا۔ جیسا کہ اس کا وعدہ اور سنت ہے۔

سوال نمبر۴) کیا خلافت اور مجدد دونوں ساتھ ساتھ چل سکتے ہیں۔ دو احباب کس طرح ایک نظام چلائیں گے۔ کیا دونوں کے فیصلوں میں تضاد پیدا نہ ہوگا اور کس کا حکم ماننا فرض ہوگا؟ کون کس کے تابع ہوگا؟ کون کس کی بیعت کرے گا؟

الجواب) اس سوال کا جواب اوپر کے تین جوابات میں آچکا ہے۔ حضور مسیح موعود فرماتے ہیں "ہر صدی کے سر پر جو مجدد آتا ہے وہ بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک امتحان ہوتا ہے" (ملفوظات جلد ۵ نیا ایڈیشن ص ۵۴۱:)۔ نیز حضور فرماتے ہیں "سنت اللہ ہمیشہ اسی طرح جاری ہے کہ لوگوں کا خیال کسی اور طرف ہوتا ہے اور خدا تعالیٰ کوئی اور بات کر دکھلاتا ہے جس سے بہتوں کے واسطے صورت ابتلا پیدا ہو جاتی ہے" (ملفوظات جلد 8 ص:406) آپ کے اس سوال کا جواب حضور مسیح موعود کے مندرجہ بالا ارشادات میں ہے۔ نیز اللہ تعالیٰ کی قضاء وقدر کو تسلیم کرنے میں۔ اللہ تعالیٰ ہی روحانی خلیفوں کو یعنی مجدد مرسل بھیجتا ہے۔ وہی جسے چاہتا ہے ظاہری اختیار اور قوت اور بادشاہی عطا فرماتا ہے۔ لوگوں کیلئے ابتلا کی صورت اس وقت پیدا ہوتی ہے جب یہ اعزازات دو الگ الگ افراد کو ملیں۔ جماعت کے اندر موجودہ صورتحال اس لئے پیدا ہوئی کہ ظاہری / انتظامی خلفاء کو ہی روحانی خلفاء بھی سمجھ لیا گیا بغیر کسی دلیل کے اور جماعت کے اندر خلاف تعلیم قرآن وحدیث و

فرمودات مسیح موعود اس منفی عقیدہ کو 1968ء کے بعد پروموٹ (PROMOTE) کیا گیا کہ اب ہمارے منتخب شدہ سربراہان کے علاوہ اللہ نے کسی اور کو مجدد نہیں بنانا؛ سو یہ امتحان درپیش ہوا۔ یہ ویسا ہی ہے کہ لوگ اُمید لگائے بیٹھے تھے کہ پہلا مسیح آسمان سے اترے گا مگر اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت سے زمین پر سے ہی نیا پیدا کردیا۔ اس ابتلا کی صورت میں جماعت کو شریعت پر عمل کرتے ہوئے یعنی و ما ا رسلنا من رسول الا لیطاع باذن اللّٰہ(النساء 64)
حضرت ایوب احمدیت مرزا رفیع احمد کو تسلیم کرکے اور ان پر ایمان لاکر انکی تعلیمات پر عمل کرنا چاہیئے جو کہ تازہ طور پر آپ آسمان سے لائے ہیں۔ جیسا کہ اس راقم کو اللہ تعالیٰ نے توفیق عطا فرمائی ہے۔

سوال نمبر۵) کیا مجدد صرف جماعت احمدیہ سے ہی آئیگا یا کسی بھی مسلم فرقہ سے آسکتا ہے؟ کیا یہ مجدد صرف جماعت کی اصلاح کیلئے ہوگا یا تمام بنی نوع انسان کیلئے؟

الجواب) مجددین حضور مسیح موعود کے متبعین میں سے آیا کریں گے اور تمام امت کیلئے اور بنی نوع انسان کیلئے ہوں گے۔

سوال نمبر٦) جس طرح خدا کے سچے اور جھوٹے نبیوں کی بابت وعدے موجود ہیں کیا اسی طرح مجدد کیلئے بھی وعدے ہیں؟ ہم کس طرح اندازہ لگا سکتے ہیں کہ یہ سچا ہے یا جھوٹا ہے؟

الجواب) جو وعدے سچے نبی کیلئے ہیں ویسے ہی مجدد کیلئے بھی ہیں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کا مرسل ہونے کی وجہ سے دونوں ہم منصب ہیں۔

سچے اور جھوٹے کی پہچان: حضور مسیح موعود نے فرمایا "انبیاء، مامورین کی شناخت کیلئے تین بڑے معیار ہوتے ہیں: **اول** یہ کہ نصوص قرآنیہ اور حدیثیہ بھی اس کی مؤید ہیں یا نہیں۔ **دوئم** اس کی تائید میں سماوی نشانات صادر ہوتے ہیں یا نہیں۔ **سوئم** یہ کہ نصوص عقلیہ اس کے ساتھ ہیں یا نہیں یا آیا وقت اور زمانہ کسی ایسے مدعی کی ضرورت بتاتا ہے یا نہیں۔ ان تینوں معیاروں کو ملا کر جب کسی ماموراور راست باز کی نسبت غور کیا جائیگا تو حقیقت کھل جاتی ہے (ملفوظات جلد 6 ص:297) نیز حضور مسیح موعود نے فرمایا کہ گزشتہ انبیاء اور مامورین کی پیش گوئیاں اس پر صادق آتی ہیں۔ نیز فرمایا کہ سچے کا صدق، اخلاص، استقلال اور تقویٰ نہایت درجہ کا ہوتا ہے اور اس میں ایک کشش ہوتی ہے۔ (ملفوظات جلد ۹ ص:٤٧٦) حضرت ایوب احمدیت ان معیاروں پر بفضل تعالیٰ پورے اُترتے ہیں جیسا کہ تفصیل کیساتھ راقم نے آپ کی سیرت قسط دوئم میں بیان کردیا ہوا ہے۔

سوال نمبر۷) کیا مجدد خود اپنے مجدد ہونے کا دعویٰ کرتا ہے یا بعد از مرگ اسکے حواری اس قسم کا دعویٰ پیش کرتے ہیں؟

الجواب) مجدد اپنی زندگی میں ہی اپنے مجدد ہونے کا دعویٰ کرتا ہے۔ یہ الگ بات ہے کہ لوگوں کو تعصب یا حسد کی بناء پر اسکے دعویٰ کی سمجھ نہ آئے حضور مسیح موعود نے فرمایا جیسے کہ راقم اپنے خطوط میں پہلے بھی ذکر کرچکا ہے۔ "عدم علم سے عدم شے لازم نہیں آتا۔ بعض مصلح اور مجددین دنیا میں ایسے آتے ہیں کہ عام طور پر دنیا میں انکی بھی خبر نہیں" (روحانی خزائن: جلد 5 ص 108)۔ جیسا کہ راقم نے اس سے پہلے بھی ذکر کیا ہے کہ حضرت ایوب احمدیت مرزا رفیع احمد صاحب کو ایسی ہی صورت پیش آئی جبکہ حضرت خلیفۂ ثالث نے بلا وجہ ایک منفی عقیدہ ایجاد کیا کہ آئندہ پہلی صدیوں کی طرح مجدد نہیں آیا کریں گے۔ اس تعصب کی وجہ سے جماعت کے افراد کا دھیان اس طرف نہ گیا اور عملی حقیقت یہ ہے کہ جب کوئی حسد اور تعصب میں بہت ترقی کرجائے تو پھر وہ حقیقت کو پانے سے محروم رہ جاتا ہے۔

مجدد کو دعویٰ کرنے کیلئے کوئی خاص الفاظ مقرر نہیں ہیں اور نہ ہی اس کو کسی خاص چبوترہ پر کھڑے ہوکر یہ الفاظ بیان کرنے لازمی ہیں۔ اسلئے لوگوں کیلئے ابتلا کی صورت پیدا ہوجاتی ہے۔ جیسے کہ نبیوں کی پہچان میں مشکل پیش آتی ہے۔ بعض اوقات محض ایک رویاء کا بیان ہی دعویٰ ہوجاتا ہے جس میں قدرت خداوندی کا اظہار ہو جیسا کہ حضرت یوسفؑ کے معاملہ میں ہوا۔ حضرت مرزا رفیع احمد صاحب نے 1961ء سے لیکر 1966ء تک کے دوران بہت سے رویاء اور الہامات مختلف شہروں اور مقامات پر بیان کئے تھے جو کہ انکے مقرب اللہ ہونے پر دلالت کرتے ہیں۔ چنانچہ نظامی حضرات یعنی 1965ء کے بعد اقتدار حاصل ہوجانے کے بعد انکی انکوائریاں کرتے رہے اور کہتے تھے کہ نعوذ باللہ انکو شیطانی الہامات ہوتے ہیں۔ جیسا کہ مخالفین / معاندین کا ہمیشہ سے طریق رہا ہے۔ آپ پر یہ بھی الزام تھا کہ حضور مسیح موعود کے بعد سب سے بڑا ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں۔ راقم نے آپ کی سیرت کے حصہ اول میں اس معاملہ کو تفصیل سے بیان کردیا ہوا ہے۔

سوال نمبر ۸) حضرت مرزا رفیع احمد صاحب نے پندرہویں صدی کا مجدد ہونے کے باوجود خلیفۂ ثالث اور خلیفۂ رابع / خلیفہ خامس کی بیعت کیوں کی؟

الجواب) آپ کا یہ سوال / اعتراض آپکے اپنے ہی خیالات کی بناء پر ہے کیونکہ آپ نے قرآن اور حدیث کا حوالہ دیکر اعتراض نہیں کیا۔ حضرت مرزا رفیع احمد صاحب نے اپنی روحانی خلافت کو خیر باد کہہ کر بیعت نہ کی تھی بلکہ اللہ تعالیٰ کی تقدیر کو برضا و رغبت قبول کر کے ایسا کیا تھا۔ حضرت ابراہیمؑ ایک ظاہری بادشاہ کے ماتحت رعایا تھے۔ حضرت موسیٰؑ بھی ایک وقت تک فرعون کی رعایا تھے۔ بہت سے انبیاء بنی اسرائیل بھی اپنے وقت کے ظاہری خلفاء یعنی بادشاہوں کی رعایا تھے۔ بعض اوقات یہ بادشاہ ان انبیاء کی عزت و توقیر کرتے تھے اور بعض ان میں سے ان کو یعنی انبیاء کرام کو تکالیف پہنچاتے تھے۔ عالم اسلام میں بھی ایسا ہی ہوتا رہا ہے اور مجدد وقت ظاہری خلفاء یعنی بادشاہوں کے ماتحت ہوتے تھے، ریاستی یا انتظامی امور میں لیکن تجدیدی امور میں وہ اپنا فریضۂ تبلیغ ادا کرتے تھے اور اسلئے حکمرانوں سے تکالیف بھی اٹھاتے تھے بلکہ قید و بند میں ڈالے جاتے تھے۔ حضور مسیح موعود بھی انگریز حکمرانوں کی رعایا میں تھے اور انکے قوانین کے تابع تھے۔ لیکن خلیفۃ اللہ ہونے کے ناطے آپ اپنا فریضۂ تبلیغ ہر ایک کیلئے ادا کرتے تھے۔ آپ نے جو خلیفۂ ثالث، خلیفۂ رابع اور خلیفۂ خامس کا ذکر کیا ہے تو یہ محض انتظامی خلافت / ملوکیت تھی اور ہے اسلئے اگر حضرت مرزا رفیع احمد صاحب نے انکی بیعت کی، انتظامی امور میں تو جائے اعتراض کیوں ہے؟ تجدیدی امور میں حالاتِ درپیش میں جس طرح آپ کو اللہ تعالیٰ نے سکھایا۔ آپ نے اپنا فریضۂ تبلیغ ادا کیا۔ جیسا کہ راقم نے آپ کی سیرت میں بیان کر دیا ہوا ہے۔ حضرت مرزا رفیع احمد کو اپنے روحانی خلیفہ ہونے پر پورا یقین تھا اور اللہ تعالیٰ کے وعدوں پر بھی محکم یقین تھا۔ جیسا کہ راقم نے انکی سیرت کے بیان میں تحریر کر دیا ہوا ہے اور خاص طور پر نصرت الٰہی والی نظم کے تمام اشعار سب زبردست پیش گوئی ہیں اور راقم نے آپ کی سیرت کے مضمون میں اس کا بھی ذکر کر دیا ہوا ہے۔ انشاء اللہ جماعت مسیح موعود موجودہ روش ترک کر کے حضرت ایوب احمدیت کی اتباع بھی اختیار کرلے گی اور انکے ساتھ جو اللہ تعالیٰ کے وعدے ہیں اسی قادر و توانا کی تائید سے ظاہری طور پر بھی آپ کے متبعین کے ذریعے پورے ہوں گے۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے اس خادم کو کھڑا کیا ہے کہ نظامیوں سے جہاد کروں اور جماعت کو صحیح تعلیم سے آگاہ کروں۔ اس وقت صورتحال یہ ہے کہ نظامیوں میں سے کسی کو بھی میرے تبلیغی خطوط کا رد لکھنے کی جرأت نہیں ہوئی۔ جیسا کہ راقم نے اپنے خطوط میں بحوالۂ قرآن و حدیث ثابت کیا ہے کہ رسالت کا انعام بھی اللہ تعالیٰ ہی عنایت کرتا ہے اور حکمرانی اور ظاہری خلافت کا انعام بھی وہی عنایت کرتا ہے کسی کو اس پر اعتراض کی جرأت نہیں کرنی چاہیئے۔ جب دونوں انعامات فرد واحد کے پاس ہوں مثلاً حضرت داؤدؑ، حضرت سلیمانؑ اور حضرت بن عبدالعزیز تو لوگوں کو زیادہ ابتلا کی صورت پیدا نہیں ہوتی۔ مگر جب یہ دو افراد کے پاس جدا جدا ہوں تو لوگوں کو ابتلا کی صورت پیدا ہوتی ہے اور دین کو دنیا پر مقدم کرنے کا مسئلہ درپیش ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی یہ سنت ہے اور وہ اپنے کاموں سے پوچھا نہیں جاتا وہ خالق ہے، مالک ہے جس طرح چاہے آزمائے۔ مجدد حضرات لوگوں کو دین کی روح اور ایمانیات سے آگاہ کرتے ہیں اور خالص توحید پر قائم کرتے ہیں؛ ظاہری خلفاء اگر نیک بخت ہوں تو انکی قدر و منزلت، عزت اور اتباع بھی کرتے ہیں، مگر بد بخت اور ظالم ظاہری خلفاء، حکمران اور بادشاہ ان کو اپنی طاقت اور نظام کے زور پر اذیت پہنچاتے ہیں۔ ان کو اپنے اقتدار کیلئے خطرہ سمجھتے ہیں کیونکہ انکے مرید بھی بہت تعداد میں ہوتے ہیں۔ بنی اسرائیل کی تاریخ ان واقعات سے بھری پڑی ہے۔ اسلام میں مجددین وقت ظاہری خلفاء / بادشاہوں کی رعایا ہوتے تھے، انکے واجب حقوق بھی ادا کرتے تھے۔ اور انکے پیچھے نماز پڑھ لینا اور انکے احکام بسلسلہ ریاستی / انتظامی امور میں تابعداری کرنا بھی جائز سمجھتے تھے۔ چودھویں صدی ہجری میں حضرت مسیح موعود روحانی خلیفہ تھے اور ترکی میں ایک خلیفۃ المسلمین بھی تھا مگر اس نے حضور مسیح موعود کی بیعت نہ کی۔ ہندوستان میں خود مسیح موعود انگریزی حکومت کے ماتحت تھے۔ ریاستی امور میں مگر دینی اور ایمانی امور میں آپ کی اپنی الگ سلطنت تھی۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو "گورنر جنرل" ہونے کا بھی خطاب عطا فرمایا تھا۔ اگرچہ آپ کا مسلک و مذہب بالکل واضح تھا اور انگریز حکومت کو آپ کے عزائم کے متعلق بظاہر اطمینان تھا۔ مگر پھر بھی جاسوسی کا ایک خاص سیل آپ کیلئے اور آپ کی جماعت کی نگرانی کیلئے انہوں نے قائم کیا تھا۔ ظاہری خلفاء / بادشاہوں کو خدا پر بھروسہ کم ہی ہوتا ہے۔ خلافت ثالثہ میں ہماری جماعت میں جاسوسی کا نظام خود اپنے ہی افراد پر گزشتہ صدیوں کے حکمرانوں سے کم نہ تھا۔ خاص طور پر حضرت مرزا رفیع احمد صاحب سے متعلق اور ملوکیت کی تمام علامات اس دور میں شروع ہوگئیں تھیں۔ حضرت مرزا رفیع احمد صاحب نے 1965ء سے لیکر اپنے وصال تک عظیم

صبر کیا جو کہ حضرت ایوبؑ سے نسبت سے تھا۔مگر چونکہ آپ منجانب اللہ روحانی خلیفہ تھے۔اسلئے آپ نے حالات درپیش آمدہ میں رہ کر تجدید کا کام کیا۔

سوال نمبر۹) جب کہ حضرت مرزا رفیع احمد صاحب نے انتخاب خلافت چہارم کے غلط طریق پر آواز اٹھائی تو پھر حضرت پھوپھی جان کے کہنے پر اپنا مؤقف کیوں چھوڑا ؟

الجواب) آپ کا یہ اعتراض بھی آپ کے اپنے ہی خیالات اور دینی روح اور تقویٰ کی باریک راہوں سے لاعلمی کی بناء پر ہے۔راقم نے یہ کہیں بھی تحریر نہیں کیا کہ آپ نے یہ آواز اللہ تعالیٰ کے اذن سے اٹھائی تھی۔آپ نے حق کی تعلیم سے آگاہ کرنے کیلئے یہ آواز اٹھائی تھی نہ کہ اپنے لئے ظاہری خلافت کے حصول کیلئے۔

سو واضح ہو حضرت آدمؑ کے دو بیٹوں کے درمیان چپقلش ہوگئی قابیل نے ہابیل سے کہا تم کیونکر اللہ کے مقبول ہو؟ میں تمہیں ہلاک کر دوں گا۔ہابیل نے جو واقعی بہت صابر اور بردبار تھا جواباً کہا کہ میں تمہارا مقابلہ نہیں کرونگا۔اور اگر تم نے یہ حرکت کی تو اللہ تعالیٰ میرے گناہوں کا بوجھ بھی تم پر لاد دے گا۔قابیل نے اپنا کام کر دکھایا اور اپنے بھائی ہابیل کو قتل کر دیا اور پھر پشیمان ہوا۔اس واقعہ کا قرآن میں ذکر ہے۔کیا ہابیل کو اپنے دفاع کا حق نہ تھا؟ یقیناً تھا لیکن اس نے تقویٰ کی باریک راہ پر عمل کیا اور نہ چاہا کہ وہ انسانوں کے درمیان اور حضرت آدمؑ کی اولاد میں پہلے قتل کی بنیاد رکھنے والا بنے اور ایثار اور صبر اختیار کیا۔میرا آپ سے سوال ہے کہ کیا نعوذ باللہ ہابیل بزدل آدمی تھا یا راضی برضا اور شاکر صابر نبی پاک ﷺ نے ایک حدیث میں فرمایا ہے کہ بہادر وہ نہیں جو زور اور طاقت کی بناء پر اپنے مدمقابل کو ہرادیتا ہے۔بلکہ بہادر وہ ہے جو کہ زیادہ صبر کرتا ہے۔اسلئے جو تقویٰ کی باریک راہوں پر عمل کرتے ہوئے بہتر غرض کیلئے اپنا حق چھوڑ دے اور صبر، ایثار اور قربانی کا مظاہرہ کرے تو یہ ایک صفتِ محمودہ ہے نہ کہ جائے اعتراض۔

نبی پاک ﷺ نے اپنی ایک رویاء کی بناء پر تقریباً 1500 صحابہ کیساتھ عمرہ کرنے کا ارادہ فرمایا اور مدینہ سے سفر اختیار کیا۔مگر حدیبیہ کے مقام پر کفار، اہل مکہ نے روک پیدا کر دی اور جنگ اور ابتلا کی صورت پیدا ہوگئی۔جس کی تفصیل سے یقیناً آپ بھی واقف ہوں گے۔اس موقعہ پر آپ نے خونریزی سے بچاؤ کیلئے کفار کی کچھ شرائط تسلیم کرلیں اور عمرہ کا قصد ترک کیا اور صلح حدیبیہ تحریر کی۔اس موقعہ پر حضرت عمرؓ جیسے عظیم صحابی کو بھی نیز دیگر صحابہ کو سخت ابتلا پیش آیا اور وہ سوال کرتے تھے کہ کیا آپ ﷺ سچے نبی نہ ہیں اور صلح کے خیال کو بزدلی سمجھ رہے تھے۔مگر آپ ﷺ خداداد فراست سے اس کو دین اور دنیا میں بہتر نتائج کی حامل سمجھ رہے تھے۔چنانچہ جب آپ ﷺ نے صحابہ کو ارشاد فرمایا کہ جانوروں کی قربانی کریں تو وہ اس پر شدت غم کی وجہ سے عمل نہ کر پا رہے تھے۔تب آپ ﷺ کی پاک ازواج میں سے ایک ام المؤمنین نے ایک تاریخی مشورہ حضور نبی پاک ﷺ کو دیا کہ آپ پہل کر کے اونٹ کی قربانی کریں تو صحابی بھی آپ ﷺ کی اتباع کرینگے، چنانچہ ایسا ہی ہوا اور صحابہ نے بھی قربانیاں کیں اور اس ابتلا کا خاتمہ ہوا۔اس موقعہ پر 70 لوگ جو آپ ﷺ کے ہمراہ عمرہ کی غرض سے آئے تھے مرتد ہوگئے۔صلح حدیبیہ کے موقعہ پر ایک عظیم خاتون نے ہی مشورہ دیا تھا جو مانا گیا اور ایک ابتلا سے صحابہ کو نجات ملی۔اسلئے اگر حضرت پھوپھی جان کے کہنے پر نیک مقصد کیلئے حضرت مرزا رفیع احمد صاحب نے ان کی بات مان لی اور جماعت کو دو ٹکڑے نہ کیا تو اعتراض کیوں ہے؟ صلح حدیبیہ کے موقعہ پر نبی پاک ﷺ نے تو شرائط کی تحریر میں جو آپ کے پاک نام کیساتھ "رسول اللہ" کے الفاظ تھے بھی اپنے دستِ مبارک سے خود کاٹ دیئے اور کفار کا مطالبہ پورا کیا۔کیونکہ وہ یہ دلیل دیتے تھے کہ اگر ہم آپ کو رسول اللہ مانیں تو پھر آپ سے مخاصمت کیوں کریں۔آپ ﷺ نے امن و صلح کی خاطر اور خداداد فراست کی بناء پر یہ سب کچھ کیا۔کیا نعوذ باللہ بزدلی سے ایسا کیا تھا؟ جو لوگ حسن ظنی رکھتے ہیں اللہ تعالیٰ انکو ٹھوکر سے بچالیتا ہے بالآخر اللہ تعالیٰ نے صلح حدیبیہ کے نتیجہ میں فتوحات عطا فرمائیں فالحمدُ للہ۔

حضرت علیؓ اور معاویہ کے درمیان جنگ میں بہت قتل و غارت ہوئی مگر مکمل فتح حضرت علیؓ کو نہ مل سکی۔یہ جنگ ختم کروانے میں حضرت علیؓ کے بیٹے حضرت امام حسنؓ نے بہت کردار ادا کیا اور فریقین کے درمیان جنگ بند کروادی۔اس طرح نبی پاک ﷺ کی پیش گوئی پوری ہوئی کہ میرا یہ نواسہ دو مسلمان فریقوں کے درمیان صلح کروادیگا۔میرا آپ سے سوال ہے حضرت علیؓ نے خلیفہ برحق ہوتے ہوئے جیسا کہ حکم وعدل حضور مسیح موعود نے بھی ان کو حق پر قرار دیا ہے آپ نے اپنے بیٹے کے کہنے پر کیوں صلح کر کے جنگ بند کر دی؟ حضور مسیح موعود نے مزید فرمایا ہے کہ حضرت حسنؓ نے اپنی ظاہری خلافت کا ایثار کر کے اسے بھی چھوڑ دیا کہ پہلے ہی ہزاروں قتل ہو چکے تھے۔مکمل حوالہ یوں ہے:"حضرت حسن نے میری دانست میں بہت اچھا کام کیا کہ خلافت سے الگ ہوگئے۔پہلے ہی ہزاروں خون ہو چکے تھے

"(ملفوظات جلد ۸ص: ۲۷۸)۔آپ غور فرمائیں کہ حضرت مرزا رفیع احمد صاحب نے تو اپنے لئے ظاہری خلافت تو طلب نہ کی تھی صرف صحیح طریق انتخاب کا مطالبہ کیا تھا۔اس کے بالمقابل حضرت امام حسنؑ نے تو اپنی ظاہری خلافت کو بھی خونریزی اور فساد روکنے کیلئے ترک کر دیا تھا اور ایثار سے کام لیا اور حکم وعدل حضور مسیح موعود سے شاباش حاصل کی۔حضرت مرزا رفیع احمد صاحب نے اگر اپنی پھوپھی صاحبہ جو کہ حضور مسیح موعود کی مبشر اولاد میں سے ایک فرد تھیں کی بات مان کر صبر اور ایثار کیا تو جائے اعتراض کیا ہے؟

حضرت سلیمانؑ کے متعلق ایک واقعہ بیان کیا جاتا ہے کہ ان کے سامنے دو عورتوں کا ایک قضیہ پیش ہوا۔دونوں ایک بچے کی مائیں ہونے کا دعویٰ کر رہی تھیں۔اللہ تعالیٰ نے آپ کو فیصلہ کیلئے ایک ترکیب سجھائی اور آپ نے ان سے کہا کہ مجھے سمجھ نہیں آ رہی کہ حقیقی ماں کون ہے۔میں یہ کر سکتا ہوں کہ بچے کے دو ٹکڑے کر دوں اور نصف نصف تم کو دے دوں۔اس پر جو حقیقی ماں تھی وہ فوراً چیخ اٹھی کہ نہیں نہیں ایسا نہ کریں یہ میرا بچہ نہیں ہے اس کے ٹکڑے نہ کرو۔میں دعویٰ سے دستبردار ہوتی ہوں۔چنانچہ حضرت سلیمانؑ نے بچہ اسی کو یعنی حقیقی ماں کو دے دیا۔راقم نے اسی قسم کے اعتراضات کو پیش نظر رکھتے ہوئے اپنے خطوط میں حضرت مرزا رفیع احمد کے بعض پرحکمت اور پُر بصیرت فرمودات کا اندراج کر دیا تھا۔ملاحظہ فرمائیں میرا خط بسلسلۂ سیرت ایوب احمدیت قسط اول: ص 8" حقیقی محبت سگے اور سوتیلے اور اپنے اور غیر کا یہاں ہی امتحان ہوتا ہے۔جس کی محبت اوپری ہوتی ہے وہ کہتا ہے کہ اگر مجھے نہیں تو پھر کسی کو نہ ملے۔توڑ و تباہ کر دو۔جس کے جگر میں ہوک ہوتی ہے، جس کا جگر گوشہ ہوتا ہے وہ کہتا ہے جیتا رہے خواہ میری آنکھوں سے دور" مزید اللہ تعالیٰ نے آپ کو یوں سکھایا جیسا کہ آپ کی سیرت قسط اول میں صفحہ 8 پر درج ہے "مجھے اللہ تعالیٰ نے اطلاع دی کہ جو انسان ذات سے بالاتر ہو کر جماعتی اُمور پر نظر کر سکے اس کو صدیقوں والا ایمان عطا کیا جاتا ہے"۔چنانچہ آپ نے ان اصولوں کی بناء پر قضا وقدر پر راضی ہو کر صبر کو اختیار کیا اور ترک خطاب کو بہتر جانا جیسا کہ حضور مسیح موعود کی پیش گوئی تھی اور 1982ء میں انتخاب خلیفہ رابع کے موقعہ پر منظر پر آئی۔یہ پیش گوئی تذکرہ کے صفحہ 208 پر شائع شدہ ہے اور جس میں کہا گیا ہے کہ اے علیؓ تو ہی حق پر ہے مگر خوارج اور مولویوں سے ترک خطاب بہتر ہے۔لہذا صبر کرو۔یہاں پر قابل غور بات یہ ہے کہ حق پر ہونے کے باوجود اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کی خاطر جنگ وجدل سے علیحدہ ہونا ایک مستحسن قدم ہے اور صبر، ایثار اختیار کرنا ایک صفت حمیدہ ہے۔اسلئے آپ کا یہ اعتراض کہ اگر آپ حق پر تھے تو پھر رُک کیوں گئے۔اس میں کوئی وزن نہیں ہے۔ہر مرسل مجدد کو اپنے پیش آمدہ حالات کے تحت کام سرانجام دینا ہوتا ہے۔حضرت مرزا رفیع احمد صاحب کو حضرت ایوبؑ سے خاص نسبت تھی اور حضرت علیؓ سے بھی، حضرت مسیحؑ سے بھی اور حضرت یوسفؑ سے بھی وغیرہ اور راقم نے آپ کی سیرت کے بارے میں اس کا ذکر کر دیا ہوا ہے۔لہذا ان پاک وجودوں کی طرح آپ کو بھی بلند کردار اور اخلاق و اطوار کا اظہار کرنا تھا۔

جنگ احد کا واقعہ بہت بصیرت بخش ہے کہ کفار نے خیال کیا کہ نعوذ باللہ انہوں نے حضور نبی پاک ﷺ کو قتل کر دیا ہے اور خوشی سے اسکا نعرہ لگایا۔صحابہ جواب دینے لگے مگر آپ ﷺ نے حکمت کے تحت ان کو رُوک دیا۔پھر انہوں نے کہا کہ ابوبکرؓ کو بھی انہوں نے قتل کر دیا اور خوشی کا نعرہ مارا۔اسی طرح حضرت عمرؓ کیلئے بھی کیا گیا۔مگر آپ ﷺ نے صبر اور خاموش رہنے کی تاکید فرمائی۔اب کفار نے جوش میں آ کر اپنے بت حبل کی جے کا نعرہ لگایا۔اس پر حضور ﷺ نے فرمایا اب زور سے جواب دو کہ اللہ اجل و اکبر۔سبق یہ حاصل ہوا کہ توحید خالص کیخلاف کوئی چیز اپنی کسی کمزور ترین حالت میں ایک لمحہ کیلئے بھی برداشت نہیں کرنی چاہیئے۔باقی دیگر امور میں موقعہ اور مناسبت کے لحاظ سے تحمل کی تلقین ہے۔اسی طرح جیسا کہ میں اوپر بھی بیان کر آیا ہوں صلح حدیبیہ کے موقعہ پر فریق مخالف کفار کے مطالبہ پر تحریر "رسول اللہ" کو معاہدہ سے اپنے ہاتھ سے کاٹ دیا۔آپ اس بارے میں کیا کہیں گے؟ یقیناً آنحضور ﷺ نے بہتر مصلحت کیلئے ایسا کیا تھا جو کہ ایک بہت بڑی اکثریت کیلئے سمجھ سے بالاتر تھی۔آپ کا عمل ہی بابرکت اور مفید نتائج کا حامل ہوا۔یہ سب مثالیں امت کے عمل کیلئے ہیں۔

سوال نمبر۱۰) کیا مرزا رفیع احمد صاحب کو بطور مجدد صرف طریق انتخاب خلافت سے متعلق ہی تجدید کرنی تھی؟ کیا یہ بات ایک تجویز کے ذریعے نہیں دی جا سکتی تھی؟

الجواب) میرے تحریر کردہ خطوط کو آپ غور سے پڑھیں۔ لگتا ہے کہ آپ نظامیوں کی کاروائی سے ناواقفِ محض ہیں۔ آپ نے جو بات حق تھی اور مناسب تھی عین موقعہ پر اس کا اظہار کیا؛ اس وقت خاموش رہنا سخت معاصی ہوتا۔ قوم کے سربراہ کا مسئلہ انتخاب بہت اہمیت کا حامل ہوتا ہے؛ اگر اسکا انتخاب مؤمنین متناسب مشاورت سے نہ کریں اور اسطرح وہ صحیح طور پر منتخب نہ ہوا ہو تو قوم کا شیرازہ بکھر سکتا ہے اور اقوام عالم میں اسکی بہت سی مثالیں ہیں کہ نالائق سربراہوں کی وجہ سے انہیں کتنا نقصان اٹھانا پڑا۔ راقم نے تقریباً گزشتہ عرصہ دو سال میں باقاعدہ تحریری طور پر اپنے شائع شدہ خطوط میں اصلاح کی غرض سے یہ تجویز نظامی حضرات کو دی تھی کہ وہ آئندہ کیلئے ہی اس تجویز پر عمل کریں کہ انتخابِ خلیفہ دنیا کے سب احباب جماعت سے متناسب مشورہ اور نمائندگی سے کرنے کے قواعد بنائیں تا کہ تعلیم شریعت پر عمل ہو اور بابرکت نتائج برآمد ہوں۔ مگر انہوں نے تا حال میری اس بات کا ذرہ برابر بھی نوٹس لینے کا اظہار نہیں کیا۔ حضرت مرزا رفیع احمد صاحب نے اپنی پیش گوئی کے مطابق جو 1966 ءمیں پیش کی اور راقم نے آپ کی سیرت کے بیان حصہ اول میں اس کا حوالہ دیا ہوا ہے کہ آپ نے اعجازی تفسیر قرآن اس زمانہ کی ضرورتوں کے عین مطابق تحریر کی ہوئی ہے۔ اس کا ایک نمونہ سورۃ المدثر سے متعلق یہ راقم شائع کر چکا ہے۔ خدمت قرآن ہی مجدد کا بڑا کام ہوتا ہے جیسا کہ حضور مسیح موعود نے آئینہ کمالات اسلام / روحانی خزائن جلد 5 ص:246 پر تحریر فرمایا ہے؛ کہ ہر ایک نئی صدی کے سر پر ایک جانشین نبی پاک ﷺ کا پیدا فرماتا ہے جو کہ آنحضور ﷺ کا نمونہ بن کر بنی نوع انسان کیلئے موجبِ رحمت ہوتا ہے۔ اسکی سخت مخالفت اور مخاصمت ہوتی ہے وہ مغلقات دین کا حل پیش کرتا ہے۔ انشاء اللہ امید ہے مولا کریم نظامیوں کی طرف سے سب روکیں اپنے دست قدرت سے جلد اٹھا دیگا اور یہ روحانی مائدہ اُمت اور عامۃ الناس کو مل جائیگا۔ اس راقم نے جو کچھ اپنے خطوط میں درکار اصلاحات کے حوالے سے لکھا ہے آپ سے ہی سیکھ کر لکھا ہے؛ حضور مسیح موعود نے فرمایا جو خدمات متبعین کرتے ہیں وہ اپنے مطبوع کے جسم کا حصہ ہو کر کرتے ہیں (ملاحظہ فرمائیں روحانی خزائن ازالہ اوہام: جلد۳ ص:۳۱۸)۔

سوال نمبر ۱۱) آپ نے "حدیث نبوی ﷺ کی حقانیت " کے زیر عنوان یہ ثابت کرنے کی سعی کی ہے کہ جب خلافت ظاہری غیر حواری لوگوں کے پاس آجاتی ہے تو پھر بگاڑ پیدا ہونا شروع ہو جاتا ہے۔ اس پر کیونکر یقین کیا جائے معاویہ بھی تو صحابی تھے انکی خلافت کیونکر درست نہ سمجھی جائے؟

الجواب) آپ کا یہ اعتراض اس راقم پر نہیں بلکہ حدیث پر ہے جو کہ نہایت محکم اور ثابت شدہ ہے اور جماعت کی شائع کردہ کتاب "حدیقۃ الصالحین" میں درج ہے۔ راقم نے از خود کوئی رائے ظاہر نہیں کی بلکہ خلیفۂ ثالث اور خلیفۂ رابع کے اپنے ہی شائع شدہ بیانات پیش کئے تھے جو کہ تعلیم اسلام کے مخالف ہیں۔ اس حدیث کا جو ترجمہ کتاب حوالہ بالا میں درج ہے وہ مخلص صحابی کے الفاظ ہیں۔ معاویہ کے متعلق حکم وعدل حضور مسیح موعود کا فیصلہ ہے کہ خلافت حقہ حضرت علیؓ کے بالمقابل ابن ابی سفیان یعنی معاویہ نے بغاوت اختیار کی (ملاحظہ فرمائیں سر الخلافہ روحانی خزائن جلد 8، ص:352) حضور مسیح موعود کی جماعت میں سے جو اہل لاہور کا گروہ پیدا ہوا۔ جن کو اہل پیغام بھی کہتے ہیں۔ انکی بنیاد رکھنے والے بھی صحابی ہی تھے۔ انکی جماعت کے متعلق آپ کا کیا فتویٰ ہے؟ انبیاء کی تاریخ پر جب غور کریں تو صحابی کہلانے والے بعض لوگ مرتد ہو گئے۔ مثلاً حضرت موسیٰ کے وقت میں سامری، حضرت مسیحؑ کا حواری یہودا اسکریوطی، اور حضور مسیح موعود کے ساتھی جس کا نام عبدالحکیم تھا جو کہ بعد میں آپکے مقابلہ پر آ کر ہلاک ہوا۔ اسلئے آپ کا اعتراض مناسب نہیں۔

سوال نمبر ۱۲) کون سی وحی مرزا رفیع احمد صاحب کو ہوئی کہ وہ مجدد صدی پندرہ ہیں؟

الجواب) راقم نے آپ کی سیرت کے بیان میں حصہ اول ص:2 پر واضح کر دیا ہوا ہے کہ 1386ھ بمطابق 1966ء میں آپ کو رویا ء صادقہ ہوئی کہ مسیح موعود کی مدد کیلئے آپ کا نزول ہوا ہے۔ یہ وقت پندرھویں صدی ہجری کے آغاز کے قریب کا تھا اور حضور مسیح موعود کی بعثت کو 95 سال قمری ہو چکے تھے۔ کیونکہ جیسا کہ آپ نے حقیقۃ الوحی، روحانی جلد 22 کے صفحہ 208-207 پر درج فرمایا۔ آپ کی بعثت 1290 سال ہجری میں ہوئی تھی۔ مزید آپ نے اپنی ایک رویا میں اس خواہش کا اظہار کیا کہ آپ کی عمر ۹۵ سال ہو، ملاحظہ ہو تذکرہ ص :497 چنانچہ 1290 میں 95 جمع کریں تو 1385 بنتے تھے۔ آپ کی جسمانی عمر تو صرف 73 سال ہوئی اسلئے یقینی طور پر یہ استنباط ہوا کہ آپ کی 14 ویں تجدیدی صدی بالفعل 95 سال ہوگی۔ چنانچہ جیسے ہی 14 ویں صدی کا اختتام ہوا اللہ تعالیٰ نے ضرورت حقہ کے تحت پندرہویں صدی ہجری کیلئے حضرت مرزا رفیع احمد صاحب کو مسیح موعود کی مدد کیلئے نازل فرمایا، جیسا کہ حضور مسیح موعود مجدد الف آخر ہیں یعنی

قیامت تک اسلئے آئندہ جو بھی صدی کا مجدد ہوگا تو آپ کی نیابت میں اور آپ کی نصرت کیلئے نازل ہوگا۔آپ کو اللہ تعالیٰ نے "ایوب" کا خطاب دیا اور انکا مثیل ہو کر ہی تجدیدی کاروائی کرنی پڑی بحساب جمل حروف ابجد سے **مرزا رفیع احمد خلیفہ** کے الفاظ کا ٹوٹل کیا جائے تو 1386 ہی بنتے ہیں اور یہ بات اللہ تعالیٰ نے مجھ پر منکشف فرمائی اور راقم اس بارے میں خاندان مسیح موعود کو نیز حضرت خلیفہ خامس کو اپنے خطوط میں بتا چکا ہے۔مزید آپ پر منکشف کرنا چاہتا ہوں کہ سیدنا حضرت محمود نے 1944 میں ایک رویاء دیکھی جو کہ کتاب "رویاء وکشوف سیدنا محمود" کے ص:208 نمبر 276 پر درج ہے اور اس سے یقینی طور پر استنباط ہوا کہ انکی عمر مزید ۲۱ سال باقی ہے۔چنانچہ 1965ء (بمطابق 1385ھ) میں آپ کا وصال ہوا یعنی حضور مسیح موعود کی تجدیدی صدی کے آخری سال اور پھر حضرت مرزا رفیع احمد کو روحانی خلافت اللہ تعالیٰ نے عطا کر کے پندرہویں صدی کیلئے مجدد بنا کر نازل فرمایا۔ فالحمد لله على ذلك ۔

سوال نمبر۱۳) وہ کونسی پیش گوئیاں ہیں جن کے مرزا رفیع احمد صاحب مصداق ہوئے؟

الجواب) اس راقم نے حضرت مرزا رفیع احمد صاحب کی سیرت کے بیان حصہ دوئم میں تفصیل سے ایسی پیش گوئیاں بیان کردی ہوئی ہیں جو کہ نبی پاک ﷺ، حضور مسیح موعود اور حضرت سیدنا محمود نے کی تھیں اور ایوب احمدیت کے حوالے سے آپ کی ذات میں پوری ہوئیں۔آپ انکا مطالعہ فرمائیں۔

سوال نمبر۱۴) وہ پیش گوئیاں بیان کریں جو مرزا رفیع احمد صاحب نے کیں اور پوری ہوئیں؟

الجواب) راقم نے آپ کی سیرت بیان کرتے ہوئے آپ کی ان پیش گوئیوں کا ذکر کردیا ہوا ہے کہ آپ کو خدمت قرآن کا موقعہ ملیگا۔ ہر ایک مجدد جو آتا ہے وہ خدمت قرآن اور بیان علوم قرآن جدیدہ ہی کیلئے آتا ہے۔آپ نے ایک اعجازی تفسیر تقریباً 3500 صفحات پر مشتمل تحریر کردی ہوئی ہے۔مکمل تفسیر آپ کے وارثین کے پاس ہے۔راقم نے اس میں سے کچھ حصہ حسب توفیق نمونۃً احباب کو ارسال کرنا شروع کردیا ہے۔مجھے مولا کریم سے اُمید ہے کہ وہ اپنے فضل سے سب رکاوٹیں جلد دور فرما کر اس کی اشاعت کا سامان کروادیگا۔دوسری پیش گوئی 1966 میں "ایوب" کا خطاب پانے کے بعد آپ نے سالانہ اجتماع خدام الاحمدیہ مرکزیہ ربوہ میں کی اور جو خالد نومبر 1966 میں شائع شدہ ہے وہ یہ ہے کہ مرنے کے بعد آپ دوبارہ زندہ ہو جائیں گے۔جس کی تاویل وتفصیل راقم نے آپ کی سیرت کے بیان میں کردی ہوئی ہے۔چنانچہ آپ کے مقاصد کو پورا کرنے کیلئے اللہ تعالیٰ نے آپ کے اس شاگرد کو کھڑا کردیا جو کہ آپ کا روحانی خادم ہے اور محمود ثانی بھی جیسا کہ سیدنا محمود کے رویاء شائع شدہ میں درجہ ہے کہ 1427ھ میں ظہور پزیر ہوگا۔آپکی مزید پیش گوئیاں جو کہ آپکے الہامات اور رویاء میں شائع شدہ اور درج ہیں انشاء اللہ انکا وقت بھی قریب سے قریب تر ہوتا جارہا ہے۔یادرہے کہ حضرت یوسفؑ کی نبوت کی بنا ایک خواب پر ہی ہے۔

سوال نمبر۱۵) کیا حضرت مرزا رفیع احمد صاحب نے اپنے دعاوی حضور مسیح موعود کی طرح شائع کئے؟

الجواب) آپ کے دعاوی جس قدر اللہ نے چاہا شائع شدہ ہیں اور میرے شائع کردہ خطوط میں حوالے درج ہیں۔آپ سے میرا سوال یہ ہے کہ کیا موجودہ نظام کے اندر رہتے ہوئے کسی کیلئے گنجائش ہے کہ انکی مرضی کیخلاف کوئی بات کہہ سکے سوائے اس کے کہ تصادم کی صورت ہو آپ کو جیسے اللہ تعالیٰ نے سکھایا اپنے مخصوص حالات کے تحت اپنا منصبی کام کیا۔آپ کے وصال کے بعد اللہ تعالیٰ نے آپ کے اس خادم کو اذن دیا کہ اس معاملہ کی عام اشاعت کردوں تو میں نے یہ کام کردیا اور جو صورتحال ہے آپ کو اس بات سے اندازہ ہو جانا چاہیئے جو میری خط وکتابت میں درج ہے۔اب یہ مسئلہ انشاء اللہ اپنے وقت پر ضرور حل ہو جائیگا اور اللہ اور اس کے پاک رسول ﷺ اور حضور مسیح موعود کے فرمودات پر عمل درآمد کی توفیق اسکے فضل اور کرم سے احباب کو مِل جائیگی۔اسوقت صورت تصادم ہی کی ہے۔مگر کسی کو جرأت نہیں مردوں کی طرح سامنے آئے۔

سوال نمبر۱۶) ہر نبی، مرسل کو اپنی زندگی ہی میں دشمنوں پر غلبہ ہو جاتا ہے اس بارے میں مرزا رفیع احمد صاحب کی پوزیشن کیا ہے؟

الجواب) آپ نے الوصیت پڑھی ہوگی اور قدرت ثانیہ کا بھی ذکر سنا ہوگا کہ بعض کام مرسل کے جو مکمل ہونے سے رہ جائیں انکی تکمیل کیلئے اللہ تعالیٰ اس کے تابعین میں سے بعض وجود کھڑے کر کے تکمیل کردیتا ہے۔کیا حضرت موسیٰ کے تمام دعوے پورے ہو گئے تھے؟ کیا حضرت مسیحؑ نے سب دعوے پورے کر دکھائے

تھے؟ کیا حضرت مسیح موعود کے تمام دعوے مکمل ہو چکے ہیں؟ آپ نے تو اعلان کیا تھا کہ 300 سال کے اندر اندر مکمل غلبہ ہوگا۔ ہمارے پیارے آقاﷺ کے سب کام اور دعاوی کیا آپ کی زندگی میں پورے ہوگئے؟ سب ادیان پر غلبہ جو کہ آپ کے روحانی فرزند مسیح موعود کے ذریعے تھا ہو چکا؟ ادیان پر غلبہ 300+1300 سال بعد بعثت نبی پاکﷺ ہونا مقدر ہے اور اس میں ابھی تقریباً 175 سال باقی ہیں۔ اسلئے حضرت مرزا رفیع احمد صاحب پر یہ اعتراض ابھی قبل از وقت اور فضول ہے آپ کے پیغام اور تبلیغ کی اشاعت کیلئے اللہ تعالیٰ نے اس ناچیز بندے کو کھڑا کیا ہے اور باقی کام اپنی منزل کی جانب بفضل خداوندی رواں دواں ہے فالحمدللہ۔ انشاءاللہ انجام بمطابق ان مبشرات کے ہوگا جو کہ حضور مسیح موعود، سیدنا حضرت محمود اور خود حضرت مرزا رفیع احمد صاحب کی طرف سے بیان شدہ ہیں اور مزید اس خادم نے مختلف ممالک میں جماعت کے اندر شائع کر دیئے ہیں۔

سوال نمبر۱۷) سلوگن. LOVE FOR ALL HATRED FOR NONE محبت سب کیلئے۔ نفرت کسی سے نہیں۔ یہ تو بہت عمدہ لگتا ہے مگر آپ نے اس کو خلافِ تعلیم اسلام کیوں قرار دیا؟

الجواب) راقم نے حضور مسیح موعود کی تعلیم پیش کر کے جماعت کے احباب کو اطلاع دی ہے کہ اپنی عقل سے یہ خود ساختہ سلوگن ان فرمودات کیخلاف ہے جو کہ حضور مسیح موعود نے قرآن پاک کی تعلیم کے حوالے سے بیان کئے ہیں۔ میں نے اپنی طرف سے کوئی بات یا رائے ظاہر نہیں کی بعض قول بظاہر اچھے معلوم ہوتے ہیں مگر جب اللہ اور رسول کا فرمان واضح طور پر پیش کر دیا جائے تو پھر اس پَر اصرار کرنے والے کو اپنے ایمان کی فکر کرنی چاہیئے۔ قرآنی تعلیم یہ ہے کہ غیر مسلموں سے دوستی، ان پر شفقت، ہمدردی، رحم تو ہوسکتا ہے لیکن محبت صرف اللہ اور مؤمنوں سے ہی ہوسکتی ہے۔ ضروری نہیں اگر کسی سے محبت نہ کی جائے تو اسکو نفرت یا دشمنی سمجھا جائے۔ اسلئے مندرجہ بالا سلوگن ایک طرح سے دین میں الحاد ہے اسلئے اس کو فی الفور ترک کرنا چاہیئے۔ تعلیم قرآن ہے جو اللہ۔ رسول مؤمنوں کو دیں وہ لے لیں اور جس سے منع کریں اس سے رُک جائیں۔

سوال نمبر۱۸) چندوں کی شرح کے مقرر کرنے کے بارے میں جو کچھ آپ نے تحریر کیا ہے وہ تو محمودِ اول کے دور میں مقرر کی گئی تھی؟

الجواب) اصولی طور پر یہ بات ہے کہ محمود اول ہو یا محمود ثانی یا کوئی بھی اگر وہ ایسی بات کریں جو فرمودات مسیح موعود کے خلاف ہو تو سعادت مندی یہی ہے کہ اسے رَد کیا جائے۔ اسی طرح جیسے قرآنی تعلیم کیخلاف اگر کوئی حدیث پیش کی جائے تو اس کو قبول نہیں کیا جائے۔ معاملہ بہت **واضح** ہے سعادت اسی میں ہے کہ جو قرآن، حدیث اور فرمودات مسیح موعود کے مطابق ہو، صرف اس ہی پر عمل کیا جائے؛ محمود اول حضور مسیح موعود کے ماتحت ہیں، اسلئے اگر کوئی غلطی ہوگئی ہے تو معلوم ہونے پر اصلاح کرنی لازمی ہے۔

سوال نمبر۱۹) آپ نے اپنے محمود ثانی ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔ کیا آپ موکد بعذاب قسم کھا کر پیش کرنے کیلئے تیار ہیں؟

الجواب) جب اللہ تعالیٰ کوئی معاملہ اپنے کسی بندہ کے سپرد کرتا ہے تو اس کا کام دلائل کیساتھ متعلقہ لوگوں تک حکمت و وقار کیساتھ پہنچا دینا ہوتا ہے راقم ہر اُس طریق پر کسی کی بھی تسلی کرنے کیلئے تیار ہے۔ جیسا کہ تعلیمِ اسلام میں ہے۔ اگر کسی صاحب کو تمام دلائل، شواہد اور براہین سن لینے کے بعد بھی مزید تسلی کیلئے قسم دلوانا ضروری سمجھے تو محض اسکی تسلی کی خاطر ایسا کر سکتا ہوں لیکن اس شرط کیساتھ کہ وہ اقرار کرے کہ اگر میں قسم اُٹھالوں تو اسی لمحہ یہ متصور ہوگا کہ وہ مجھے سچا سمجھتا ہے۔ یوں ہی بلاوجہ قسمیں کھا کر یقین دلانا عبث فعل ہے۔

سوال نمبر۲۰) کیا آپ نے اپنی الگ جماعت بنالی ہے یا لوگوں سے بیعت لے رہے ہیں؟

الجواب) راقم نے اپنی کوئی الگ جماعت نہیں بنائی نہ ہی کسی سے بیعت لی ہے۔ نظامی حضرات نے میرے متعلق بہتان تراشی کر کے ایسی افواہیں پھیلائی تھیں جن کا میں نے فی الفور رد شائع کر دیا ہوا ہے۔ راقم صرف وہی کام کر رہا ہے جو کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے تفویض کیا یعنی احبابِ جماعت کو مجدد صدی پندرہ ایوب احمدیت حضرت مرزا رفیع احمد صاحب کے منصب اور شان سے آگاہ کرنا۔

سوال نمبر۲۱) آپ اپنے تعارفی کوائف سے مطلع کریں؟

الجواب) راقم کا نام چوہدری غلام احمد ولد حیات محمد عمر دمِ تحریر تقریباً 1/2-70 سال۔ دینی تعلیم: کسی باقاعدہ مدرسے سے نہیں حاصل کی اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل وکرم سے خود ہی اس کا شوق عطا فرمایا اور اپنا نور میرے دِل میں داخل کیا اور میری فطرت میں ہی اپنی اور اپنے پیارے رسول ﷺ کی محبت اور عشق کا بیج بویا۔ جو تھوڑا بہت از خود مطالعہ کیا اس میں برکت ڈالی اور بنیادی دینی علوم سے واقفیت، معرفت اور عرفان عطا فرمایا۔ دنیاوی تعلیم جس کے اظہار سے مجھے ہمیشہ انقباض رہا یوں ہے:۔ **M.A.,B.Sc.,L.L.B.**۔قدرے عربی، فارسی، انٹرنیشنل لاء، سائیکالوجی، فلاسفی، لسانیات وغیرہ کے علوم جوانی میں حاصل کئے۔ تقریباً 25 سال مختلف کمرشل فرمز میں خدمات انجام دیں اور مزید دس سال اپنی کمپنی بنا کر کاروبار کیا۔ حضرت مرزا رفیع احمد کیساتھ تعلق عقیدت ومحبت 1961ء میں اللہ تعالیٰ کی مشیت کے تحت قائم ہوا اور اسکے فضل سے وقت کیساتھ آخر تک بڑھتا رہا فالحمدِ لله اور ان سے بفضل تعالیٰ بہت فیض پایا ثم الحمدُ لله دورانِ ملازمت اور اپنے نجی کاروبار کے سلسلے میں دنیا کے بہت سے ممالک میں آنا جانا رہا۔ 2004ء میں حضرت مرزا رفیع احمد صاحب کے وصال کے بعد میری مصروفیات بحیثیت انکے معتمد اور محمودِ ثانی وہ سب شائع شدہ ہیں اور اس وقت خالصتاً میرا یہی مشن ہے۔

آخر میں سیدنا حضور مسیح موعود کے دو فرمودات لکھ کر اس عریضہ کو ختم کرتا ہوں حضور نے فرمایا: "یہ بھی میں دیکھتا ہوں کہ اولیاء اللہ میں کسی ایسی بات کا ہونا بھی سنت اللہ میں چلا آتا ہے جیسا کہ خوبصورت بچے کو جب ماں عمدہ لباس پہنا کر باہر نکالتی ہے تو اس کے چہرے پر ایک سیاہی کا داغ بھی لگا دیتی ہے تاکہ وہ نظر بد سے محفوظ رہے؛ ایسا ہی خدا بھی اپنے پاکیزہ بندوں کے ظاہری حالات میں ایک ایسی بات رکھ دیتا ہے جس سے بدلوگ اس سے دور رہیں اور صرف نیک لوگ اس کے گرد جمع رہیں۔ سعید آدمی چہرے کی اصل خوبصورتی دیکھتا ہے اور شقی کا دھیان داغ کی طرف رہتا ہے" (ملفوظات جلد 8 ص:209)" مستعد اور سعید فطرتوں کیلئے ضروری تھا کہ وہ صدی کا سر آجانے پر نہایت اضطراب اور بیقراری کیساتھ اس مردِ آسمانی کو تلاش کرتے اور آواز کے سننے کیلئے ہمہ تن گوش ہوجاتے جو انہیں یہ مژدہ سناتی کہ میں خدا تعالیٰ کی طرف سے وعدہ کے موافق آیا ہوں"۔ (ملفوظات جلد 4 ص:3)۔ لہذا ضروری ہوا کہ مؤمنوں کو خود بھی اس امر میں دلچسپی لینی چاہیئے جب صدق دل سے تلاش کرینگے تو دعویٰ کا علم بھی ہوجائیگا اور دعویدار کا بھی (انشاء اللہ)۔

نوٹ : اس عریضہ میں میرے جن مضامین / خطوط متعلقہ کا حوالہ دیا گیا ہے یعنی بعنوان "حدیث نبوی کی حقانیت"۔ "سیرت حضرت ایوب احمدیت" اور "وقتِ حاضر میں درکار اصلاحات"، احباب جماعت کو عام ڈاک کے علاوہ E-mail کے ذریعہ بھی بھجوائے گئے تھے۔ اگر کسی بھائی کو ابھی میسر نہ ہوں تو میرے E-mail Account: **chgahmed@gmail.com** پر درخواست کر کے طلب فرما سکتے ہیں۔

والسلام،

ناچیز چوہدری غلام احمد

معتمد ایوب احمدیت ومحمود ثانی